# تقویٰ

مولانا داؤد اکبر اصلاحی

اللہ تعالیٰ کے ان تمام انعامات میں جو ہم پر ہوئے ہیں اس کا سب سے بڑا انعام وہ ہے جس کو دنیا قرآن مجید کے نام سے جانتی ہے۔ سوال ہو سکتا ہے کہ اس سب سے بڑی نعمت کے اندر وہ چیز کیا ہے جو اس کی تمام تعلیمات کی اصلی روح اور حقیقت ہے ؟ ممکن ہے کہ اس کے جواب میں لوگ مختلف ہو جائیں اور جتنے منہ ہیں اتنی ہی باتیں بھی ہوں لیکن ہمارا یقین ہے کہ شریعت الٰہیہ کی اصلی روح' تقویٰ ہے اس کا استحکام پوری شریعت کا استحکام اور اس کا انہدام پوری شریعت کا مسمار ہو جانا ہے۔ اس کے بغیر نہ تو عقائد وکلیات دین ہی میں پختگی آسکتی ہے۔ نہ اخلاق واعمال ہی درست ہو سکتے ہیں۔

مسلمانوں کے عقائد میں کیوں ضعف نظر آرہا ہے ؟ ان کے قلوب ایمان کی حرارت سے کیوں خالی ہیں ؟ اور ان کے اعمال رسوم وعادات کے سانچے میں کیوں ڈھل گئے ہیں ؟ اور پھر یہ کہ ہم پر سراسیمگی اور مردنی کیوں طاری ہے ؟ اس کی محض ایک وجہ ہے، وہ یہ کہ ہمارے اندر سے وہ روح نکل گئی جس پر ہماری دینی ودنیاوی ترقی کا مدار تھا۔ یعنی تقویٰ جو تمام اسلامی اعمال کی اصل حقیقت ہے۔

## تقویٰ کا مفہوم

تقویٰ دل کی اس کیفیت کو کہتے ہیں جس سے انسان کا ضمیر بیدار رہتا ہے گویا اس کے اندر برے کاموں سے روکنے اور اچھے کاموں کی دعوت دینے کے لیے ایک پہرہ دار بیٹھ گیا ہے۔ یہ جس دل کو اپنا نشیمن بنا لیتا ہے اس کے اندر حق کے لیے ایک جوشِ طلب برابر ابلتا رہتا ہے اور باطل کے لیے مخالفت کی آگ ہر وقت بھڑکتی رہتی ہے ظاہر بیں اسے جنون ودیوانگی اور نہ جانے کیا کیا سمجھتے ہیں

وَذٰلِکَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ حالانکہ یہ مومن کے دل میں خدا کا جلایا ہوا چراغ ہے جس کی روشنی میں وہ حدود اللہ کا نہایت شدت سے لحاظ رکھتا ہے، اور ہر آن اپنے تمام حرکات وسکنات کا جائزہ لیا کرتا ہے اس کے بعد نہ تو اسے کسی پہرہ دار کی ضرورت ہے اور نہ کسی محتسب کی، اس لیے کہ اس کے قلب میں تقویٰ کی روح کارفرما ہوگئی ہے۔

## تقویٰ اول بھی ہے اور آخر بھی

جو لوگ قرآن مجید غور سے پڑھتے ہیں ان سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں کہ تقویٰ شریعت کی اساس بھی ہے اور اس کے کونے کی آخری اینٹ بھی۔ اسے دوسرے الفاظ میں یوں سمجھئے کہ تقویٰ کا وجود شرائع کے اذعان کا محرک بھی ہے اور ان کے حرکت میں آنے کا مقصود بھی، چنانچہ قرآن مجید میں بیشمار جگہ ان دونوں حقیقتوں کو مختلف طریقوں سے واضح کیا گیا ہے۔ استدلال میں پہلے ہم وہ آیات نقل کرتے ہیں جن سے معلوم ہو گا کہ تقویٰ بنار شریعت ہے سورۂ بقرہ میں ہے:۔

| | |
|---|---|
| هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ | ڈرنے والوں کے لیے ہدایت ہے جو |
| بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا | ایمان لاتے ہیں بن دیکھے اور نماز قائم کرتے ہیں |
| رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ | اور ہماری دی ہوئی روزی راہِ خدا میں خرچ |
| بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ | کرتے ہیں اور جو کچھ تم پر نازل کیا گیا اور جو کچھ |
| قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ | تم سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ایمان لاتے ہیں |
| (بقرہ - ۲-۴) | اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ |

دیکھئے مذکورہ بالا آیات میں تقویٰ کو ایمان باللہ، ایمان بالکتاب اور ایمان بالآخرت کی اصل قرار دیا ہے یعنی تقویٰ ہی شریعت الٰہیہ کی راہ میں قدم اول ہے دوسرے لفظوں میں اسے یوں سمجھئے کہ شریعت کے احکام پر ایمان واذعان اسی وقت ممکن ہے جب انسان کا ضمیر بیدار ہو، غفلت و سرمستی کے تو بر تو پردے اس پر سے ہٹ گئے ہوں چنانچہ صدر اسلام میں ایسا ہی ہوا۔ وہ لوگ جن کے قلوب میں تقویٰ کی کچھ بھی روشنی تھی آفتاب اسلام کے طلوع ہوتے ہی جگمگا اٹھے نور علیٰ نور، لیکن جن کے قلوب اس سے محروم تھے وہ اس فطری نور کو دیکھ کر اندھے ہوگئے ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا

فَوْقَ بَعْضٍ۔

سورہ طٰہٰ میں ہے۔

| | |
|---|---|
| مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓی | ہم نے تم پر قرآن اس لیے نازل نہیں کیا ہے |
| اِلَّا تَذْكِرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی | کہ (اپنی جان) مصیبت میں ڈال دو بلکہ یہ ڈرنے |
| (طہٰ: ۲-۳) | والوں کے لیے یاددہانی ہے۔ |

اس آیت میں بھی وہی حقیقت بیان کی گئی ہے۔ یعنی قرآن مجید ایک صحیفہ فطرت ہے۔ اس کی آواز دل کی آواز ہے۔ اس کی تعلیم دل کی ترجمان ہے۔ لیکن اس کی دعوت پر یقین کرنے کے لیے ضروری ہے کہ آئینۂ دل ہر طرح کی کثافتوں سے مجلیٰ اور خشیت و تقویٰ کی روشنی سے منور ہو۔ ایک دوسری جگہ یوں ارشاد ہے۔

| | |
|---|---|
| یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیْنَ | ایمان والو! جنھوں نے تمہارے دین کو ہنسی |
| اتَّخَذُوْا دِیْنَكُمْ هُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ | اور کھیل بنا رکھا ہے ان لوگوں میں سے جن کو |
| الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ | تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے اور کفار کو |
| وَ الْكُفَّارَ اَوْلِیَآءَ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ | دوست نہ بناؤ اور اگر تم سچ مچ کے مومن ہو |
| كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ (مائدہ: ۵۷) | تو خدا سے ڈرتے رہو۔ |

دیکھئے مذکورہ بالا آیت میں تقویٰ کو ایمان کی شرط قرار دیا ہے یعنی بغیر اس کے نہ تو عقائد کا استحکام ممکن ہے اور نہ اعمال کی درستگی۔

ایک اور مقام پر تقویٰ کے حدود نہایت شرح و بسط کے ساتھ مذکور ہیں۔

| | |
|---|---|
| لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ | نیکی اس میں نہیں ہے کہ اپنا منہ مشرق کی جانب |
| قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ لٰكِنَّ الْبِرَّ | کر و یا مغرب کی طرف، بلکہ اصلی نیکی ان کی ہے |
| مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ | جو اللہ اور روز آخرت اور فرشتوں اور کتابوں |
| الْمَلٰٓىِٕكَةِ وَ الْكِتٰبِ وَ النَّبِیّٖنَ وَ اٰتَی | اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مال کو اس کی |
| الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی | محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں |
| وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ وَ السَّآىِٕلِیْنَ | اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیا اور گردنوں |

| | |
|---|---|
| وَفِی الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ | کے چھڑانے میں دیا اور نماز قائم کی اور زکوۃ |
| وَالْمُوْفُوْنَ بِعَھْدِھِمْ اِذَا عَاھَدُوْا | دیتے رہے اور جب اقرار کرلیا تو اپنے قول |
| وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ | کے پورے اور تنگی میں اور تکلیف اور لڑائی |
| الْبَاْسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ | کے وقت میں ثابت قدم رہے یہی لوگ سچے |
| ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ (بقرہ : ۱۷۷) | ہیں اور یہی تقویٰ والے ہیں۔ |

مذکورہ بالا آیات میں تقویٰ کو شریعت غرا ر کے تمام ابواب کا، خواہ عقائد سے متعلق ہوں یا اخلاقیات سے، تزکیہ اعمال کی بابت ہوں یا تزکیۂ قلوب کے، سرچشمہ قرار دیا ہے۔ بغیر اس کے نہ تو عقائد میں استحکام ہو سکتا اور نہ اخلاق میں پختگی آسکتی، یہی ایک طرف قلوب کو ایمان کی روشنی سے مالامال کر دیتا ہے اور دوسری طرف اعمال کو اخلاص کی روح سے معمور کر دیتا ہے۔

ایک دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے۔

| | |
|---|---|
| اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ | یاد رکھو کہ مقربین الٰہی پر نہ خوف طاری ہوگا |
| وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا | اور نہ وہ غمگین ہوں گے یہی لوگ ایمان والے |
| وَکَانُوْ یَتَّقُوْنَ (یونس : ۶۲-۶۳) | اور تقویٰ والے ہیں۔ |

مذکورہ بالا آیات میں ایمان کو تقویٰ کے ساتھ ملا دیا ہے ایسا اس لیے کیا گیا ہے کہ ایمان کی اصلی روح تقویٰ ہے۔

ایک دوسری جگہ یوں مذکور ہے :۔

| | |
|---|---|
| وَاتْلُ عَلَیْھِمْ نَبَاَ ابْنَیْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ | اور ان کو آدم کے بیٹوں کا قصہ سنا دو جب کہ |
| قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِھِمَا | دونوں نے خدا کی جناب میں نیازیں چڑھائیں |
| وَلَمْ یُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّکَ | پس ان میں سے ایک کی قبول ہوئی اور دوسرے |
| قَالَ اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ | کی قبول نہ ہوئی تو کہا میں تجھے قتل کر کے رہوں گا |
| (مائدہ : ۲۷) | اس نے جواب دیا اللہ تو اہل تقویٰ ہی کی نیازیں قبول کرتا ہے۔ |

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے دربار میں کوئی پیشکش بغیر تقویٰ کے شرف

قبولیت حاصل نہیں کر سکتی۔

ایک اور مقام پر یوں مذکور ہے۔

| | |
|---|---|
| يَا بَنِيْ آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ | اے آدم کے بیٹو جب تمہارے پاس تمہارے |
| يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ آيَاتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَأَصْلَحَ | اندر سے پیغمبر پہنچیں ہمارے احکام پڑھ کر سناتے ہوئے |
| فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ | پس جو تقویٰ اختیار کر کے اصلاح میں لگ جائے گا |
| (اعراف: ۳۵) | تو نہ تو ان پر کسی قسم کا خوف ہوگا اور نہ غم۔ |

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال خیر کا سرچشمہ یہی تقویٰ ہے۔ یہ جب دلوں میں جگہ پالیتا ہے تو آپ سے آپ ہر گوشہ سے نیک کاموں کی سوتیں جاری ہو جاتی ہیں۔

ایک اور مقام پر یوں مذکور ہے۔

| | |
|---|---|
| وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ | غزوہ بدر میں اس نے تمہاری مدد کی حالانکہ تم |
| أَذِلَّةٌ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ | دشمن کے مقابل میں بے حقیقت تھے۔ پس خدا |
| (آل عمران: ۱۲۳) | سے ڈرو تاکہ شکر گزاری کرو۔ |

مذکورہ بالا آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ شکر کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور ایمان کی بنا شکر پر ہے یا یوں کہیے کہ ایمان جذبۂ شکر کے اظہار کا نام ہے اس سے ایک اور حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے وہ یہ کہ تقویٰ درجہ میں ایمان اور شکر دونوں سے مقدم ہے۔

ایک اور مقام پر یوں مذکور ہے:۔

| | |
|---|---|
| يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَائِرَ | اے مسلمانو! شعائر الٰہی کی بے حرمتی نہ کرو |
| اللّٰهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ | اور نہ شہر حرام کی اور نہ قربانی کی اور نہ پٹے والے |
| وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ | جانوروں کی اور نہ بیت حرام کے زائرین کی |
| يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَإِذَا | جو اپنے پروردگار کی برکت اور رضامندی |
| حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ | کے بھوکے ہیں اور جب احرام سے باہر آؤ تو |
| شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ | شکار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں اور بعض لوگوں |
| الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى ۔ | نے جو تم کو حرمت والی مسجد سے روکا تھا تو یہ |

| | |
|---|---|
| الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ (مائدہ: ۲) | عداوت ان پر کسی طرح کی زیادتی کرنے کی باعث نہ ہو اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور شرارت میں ہاتھ نہ بٹاؤ اور اللہ سے ڈرو کیونکہ خدا کا عذاب بہت ہی سخت ہے۔ |

اِن آیات کے آخری ٹکڑے پر غور کیجئے۔ ایک اصولی بات بیان فرمادی کہ مسلمانوں کا اتحاد د تعاون ظلم و زیادتی کے کاموں کے لیے نہیں ہونا چاہیے۔ نیکی و تقویٰ کے کاموں کے لیے ہونا چاہیئے۔ نیکی اور تقویٰ کے کام کیا ہیں؟ یہ معلوم کرنا مشکل نہیں ہے وہ تمام کام جن میں اللہ تعالیٰ کے خوف و محبت کی جلوہ گری ہو تقوی کے کام ہیں اور جن میں یہ روح نہ ہو، جن کے آغاز کا پہلا نقطہ خدا کی خشیت یا اس کی چاہ نہ ہو نفس کا دغدغہ اور دل کا وسوسہ ہو۔ وہ بر و تقویٰ کا کام نہیں ہے۔ جو کام بھی ہو مسلمانوں کو چاہیے کہ اس کو اٹھا کر سونگھ لیں، اس میں تقویٰ کی خوشبو آتی ہے یا نہیں؟ اگر آتی ہے اس کی طرف بڑھیں کیونکہ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى اگر اس میں نفس اور جذبہ کی بو آتی ہے، اسے چھوڑدیں کیونکہ ہمارے لیے پسندیدہ کاموں کی شناخت یہی ہے کہ ان میں تقویٰ کا رنگ موجود ہو شائبۂ نفس نہ ہو آیت ذیل نے اس حقیقت کو پوری طرح کھول دیا ہے

| | |
|---|---|
| يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ (مائدہ: ۸) | اے ایمان والو! اللہ کے لیے عدل کے ساتھ گواہی دینے کو آمادہ رہو اور لوگوں کی عداوت تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم عدل سے ہٹ جاؤ، عدل کرو اس لیے کہ یہی تقویٰ سے اقرب ہے اور خدا سے ڈرتے رہو کیونکہ خدا تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔ |

اس آیت نے تقویٰ کی مرکزی حیثیت بالکل بے نقاب کردی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دین کے تمام اعمال کی اصلی روح تقویٰ ہے۔ جو عمل اس روح سے خالی ہو وہ ہمارے دین کا عمل نہیں ہے گویا تقویٰ ایک کسوٹی ہے جس پر ہم کو اپنے تمام اعمال پرکھنے چاہیے۔ جو سونا اس پر سچا نہ اترے وہ ٹکسال باہر ہے۔

یہ جان لینے کے بعد کہ تقویٰ وجود میں آکر ساری شریعت کو وجود میں لاتا ہے۔ یہ جاننا چاہیے کہ تقویٰ ساری شریعت کا خلاصہ بھی ہے یا دوسرے لفظوں میں اسے یوں کہیے کہ یہی غایت اسلام ہے۔ سورۂ بقرہ میں ہے:۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ: ۲۱)

اے لوگو! اپنے اُس خدا کی پرستش کرو جس نے تم کو اور تمہارے پہلوں کو وجود بخشا ہے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔

مذکورہ بالا آیت سے عیاں ہے کہ اسلام کے فریضہ عبادت کا مقصد ہی اس روح تقویٰ کا پیدا کرنا ہے۔

روزہ کی بھی یہی غایت ہے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ: ۱۸۲)

مسلمانو! تم پر بھی روزہ اسی طرح فرض کیا گیا ہے جیسے تم سے پہلے والوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

قربانی میں بھی یہی روح کارفرما ہونی چاہیے۔

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (حج: ۳۷)

نہ تو خدا کو اس کا خون پہنچے گا اور نہ گوشت بلکہ اسے تمہارا التقویٰ پہنچے گا۔

قانون قصاص کی بھی یہی غایت ہے۔

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ: ۱۷۹)

اور تمہارے لیے قانون قصاص میں زندگی ہے اے عقل والو تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

تمام شعائر الٰہیہ میں بھی یہی چیز مطلوب ہے۔

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ (حج۔۳۲)

اور جو شعائر الٰہی کا احترام کرے تو بے شک یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

نزولِ قرآن کا سب سے اہم مقصد لوگوں کے اندر تقویٰ کی روح پیدا کرنا ہے۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

اور ایسا ہی ہم نے اس کو عربی زبان میں نازل

وَصَرَّفْنَا فِيهِ مِنَ الْوَعِيدِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (طٰہٰ: ۱۱۳)
کیا ہے اور اس میں ہیر پھیر کر وعید لائے ہیں تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

دوسری جگہ یوں مذکور ہے:۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ... قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (زمر: ۲۷-۲۸)
ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں عربی قرآن جس میں کسی طرح کی کجی نہیں تاکہ وہ تقویٰ اختیار کریں۔

**بنی اسرائیل کو بھی تورات دینے کا اصل مقصد اسی روح تقویٰ کا پیدا کرنا تھا۔**

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّوْرَ خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (بقرہ: ۶۳)
اور یاد کرو جبکہ ہم نے تم سے اقرار کر لیا اور طور کو تمہارے اوپر لا لٹکایا (اور کہا) جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اسے مضبوطی سے پکڑ لو اور اس میں جو کچھ ہے اسے یاد رکھو تاکہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

ایک دوسرے مقام پر یوں مذکور ہے:۔

خُذُوْا مَا اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (اعراف: ۱۷۰)
جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اسے نہایت مضبوطی سے تھام لو اور اس میں جو کچھ ہے اسے یاد کرتے رہو تاکہ تمہیں تقویٰ حاصل ہو۔

## تقویٰ والوں کی شناخت

یہ جان لینے کے بعد کہ تقویٰ اسلام کی بنیاد اور اس کی تمام تعلیمات کی روح اور غایت ہے، یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اہلِ تقویٰ کے خصائص کیا ہیں؟ قرآنِ پاک نے اس سوال کا مختلف پیرایوں میں جواب دیا ہے۔

سورۂ اعراف میں ہے:۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّہُمْ طٰٓئِفٌ | جو تقویٰ والے ہیں جب کبھی شیطان کی طرف |
| مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ہُمْ | کا کوئی خیال ان کو چھو بھی جاتا ہے تو فوراً |
| مُّبْصِرُوْنَ ہ | متنبہ ہو جاتے ہیں اور اسی دم راہ صواب |
| (اعراف: ۲۰۰) | دیکھ لیتے ہیں۔ |

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ متقی ہر آن بیدار رہتا ہے۔ اس پر غفلت و نسیان نہیں طاری ہوتا اور اگر کبھی شیطانی چھوت لگ جاتی ہے تو فوراً خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور بھٹکے ہوئے قدم راہِ راست پر آجاتے ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر متقین کے متعلق یوں ارشاد ہوتا ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَسَارِعُوْٓا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ | اور اپنے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف |
| وَجَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ | لپکو جس کا پھیلاؤ جیسے آسمان و زمین کا پھیلاؤ |
| اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ | ہے، اُن اہلِ تقویٰ کے لیے تیار کی گئی ہے |
| فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ | جو خوشحالی اور تنگ دستی میں خرچ کرتے ہیں |
| الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ | غصہ کو روکتے اور لوگوں سے درگزر کرتے |
| وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ہ وَالَّذِیْنَ | ہیں اور نیکوکاروں کو خدا محبوب رکھتا ہے اور |
| اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا | وہ لوگ جب کوئی برائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا |
| اَنْفُسَہُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا | اپنے اوپر ظلم کر جاتے ہیں تو خدا کو یاد کر کے |
| لِذُنُوْبِہِمْ وَمَنْ یَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ | اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور خدا کے |
| اِلَّا اللّٰہُ وَلَمْ یُصِرُّوْا عَلٰی مَا | سوا گناہوں کا معاف کرنے والا ہے ہی کون؟ |
| فَعَلُوْا وَہُمْ یَعْلَمُوْنَ ہ | اور اپنی لغزشوں پر دیدہ و دانستہ ہٹ |
| (آل عمران: ۱۳۲-۱۳۴) | نہیں کرتے۔ |

مذکورہ بالا آیات میں متقیوں کی چند خصوصیات گنائی گئی ہیں:۔

اول یہ کہ ہر حال میں وہ انفاق کرتے ہیں نہ تو مال و دولت کی فراوانی میں غرورِ جاہ و مال سے اکڑتے اور غریبوں کو دباتے اور کچلتے ہیں اور نہ اس کی تنگی میں مایوس و نامراد ہو کر بے صبر ہوں

کی طرح جھنجلاتے اور کم ظرفوں کی طرح سر پیٹتے ہیں۔ بلکہ وہ ہر حالت میں اطمینانِ قلب کی دولت سے مالا مال ہوتے ہیں اور اپنے ہاتھوں کو فیاضی سے کبھی نہیں روکتے۔

دوسری یہ کہ عفو جو نظام اخلاق کا شیرازہ ہے ان میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے یعنی انتہائی ہیجانِ نفس کے وقت بھی ان کی عقل معطل نہیں ہوتی۔ اس وقت بھی وہ اپنے جذبات کو پوری طرح قابو میں رکھنے پر قادر ہوتے ہیں اور مرکب کتنی ہی منہ زور اور سرکش ہو، لیکن ان کی چابکدستی اور کارروائی شکست نہیں کھاتی۔ وہ جب چاہتے ہیں نفس کی باگ اس طرف موڑ دیتے ہیں جدھر اس کو موڑنا چاہیئے۔

تیسری یہ کہ وہ اپنی غلطیوں پر فوراً متنبہ ہو کر اصلاح کی فکر میں لگ جاتے ہیں اور یہ سب سے بڑی دولت ہے...... نظام باطن کی اصلاح کے لیے اس کا وجود سب سے مقدم ہے اور سچ تو یہ ہے کہ بغیر اس کیفیت کے پیدا ہوئے تزکیۂ باطن ممکن ہی نہیں۔

چوتھی یہ کہ ان میں اعترافِ حق کی صفت ہوتی ہے اور یہ وہ صفت ہے جو اصلاح ذات البین کی منزل میں قدم اول ہے۔ اس کے بغیر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا نظام نہیں چل سکتا، لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ایک مدت دراز سے یہ چیز مسلم جماعت کے اندر سے یک قلم جاتی رہی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان مختلف ٹولیوں میں بٹ گئے۔ ہر ٹولی کی راہ دوسری سے الگ ہو گئی اور آپس میں اختلافات کی وہ گرم بازاری ہوئی کہ اسلامی نظامِ اتحاد کی ایک ایک اینٹ بکھر گئی۔ اور وہ قوتیں جو استیصال باطل میں کام آتیں حق کے استیصال میں سرگرم کار ہو گئیں۔

سورۂ زمر میں ہے:۔

| | |
|---|---|
| وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ | اور جو سچی بات لے کر آیا اور اس کو سچ جانا |
| بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ (زمر:۳۳) | یہی لوگ تقویٰ والے ہیں۔ |

مذکورہ بالا آیت سے معلوم ہوا کہ حقیقی معنی میں متقی وہی ہیں جو سچائی کی تصدیق کرتے ہیں اور اس دعوت پر لبیک کہنے کے لیے تیار رہتے ہیں جس کی بنا حق وصداقت پر ہو۔

اگر اہلِ تقویٰ کے تمام خط وخال دیکھنے ہوں تو سورۂ بقرہ کی یہ آیتیں پڑھو۔

| | |
|---|---|
| لَیْسَ الْبِرَّ...... وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ | نیکی یہ نہیں ہے...... بلکہ اصل نیکی ان کی ہے |

| | |
|---|---|
| اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ | جو اللہ اور روزِ آخرت اور فرشتوں اور |
| وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ۚ وَاٰتَى الْمَالَ | کتابوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور مال |
| عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَابْنَ | کو اس کی محبت میں رشتہ داروں اور یتیموں |
| السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ۚ | اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں |
| وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ۚ وَ | کو دیا اور گردنوں کے چھڑانے میں دیا اور |
| الْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا | نماز پڑھتے اور زکوٰۃ دیتے رہے اور جب |
| وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ | اقرار کرلیا تو اپنے قول کے پورے اور تنگی میں |
| حِيْنَ الْبَاْسِ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا | اور تکلیف اور ہلچل کے وقت میں ثابت قدم |
| وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۝ (بقرہ:۱۷۶) | رہے یہی لوگ سچے ہیں اور یہی تقویٰ والے ہیں۔ |

## محرکاتِ تقویٰ

تفصیل بالا سے تقویٰ والوں کی شناخت ہوگئی ہوگی اب دیکھنا یہ ہے کہ تقویٰ پیدا کیسے ہوتا ہے؟ اس کا جواب سورۂ آل عمران میں دیا ہے۔

| | |
|---|---|
| اِنَّ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ | ضرور آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں اور رات |
| وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ | اور دن کی گردش میں عقل والوں کے لیے |
| لِّاُولِى الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ | براہین ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے خدا |
| اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ | کو یاد کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی ساخت |
| وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِىْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ | میں غور کرتے ہیں (اور بے اختیار بول |
| رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ | اٹھتے ہیں) کہ اے پروردگار تو نے یہ |
| فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ | کارخانہ باطل نہیں پیدا کیا ہے تیری ذات |
| (آل عمران: ۱۹۰-۱۹۱) | پاک ہے پس اے رب تو ہمیں دوزخ |
| | کے عذاب سے بچا۔ |

اس سے معلوم ہوا کہ تقویٰ کا تعلق قلب سے ہے اور اس کا سرچشمہ فکر و نظر ہے یعنی انسان

جب اس کائنات پر نظر ڈالتا ہے اور اس کی حکمتوں پر غور کرتا ہے تو اس کو نظر آتا ہے کہ یہ دنیا جس کا ذرہ ذرہ حکمت اور پروردگاری کی ایک زندہ شہادت ہے. بیکار نہیں پیدا کی گئی ہے. ضرور اس کا انجام اور نتیجہ ایک دن ہمارے سامنے آئے گا اور اس دن وہ لوگ یقیناً تباہی میں پڑیں گے جنھوں نے اس بھید کو نہ سمجھا اور ساری زندگی نفس پروری اور عیش کاری کی سرمستیوں میں گذار دی۔

## اہلِ تقویٰ کا درجہ بارگاہِ الٰہی میں

تفصیل بالا سے تقویٰ کے محرکات معلوم ہو چکے اب دیکھنا یہ ہے کہ بارگاہ الٰہی میں ان کا کیا درجہ ہے؟ قرآنِ پاک نے متعدد جگہ اس سوال کا جواب دیا ہے۔ سورۂ بقرہ میں ہے۔

زُيِّنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَ يَسْخَرُوْنَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ اتَّقَوْا فَوْقَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط

(بقرہ : ۲۱۱)

جو لوگ منکر ہیں دنیا کی زندگی ان کو عمدہ کر دکھائی گئی ہے اور مسلمانوں کے ساتھ مسخرا پن کرتے ہیں حالانکہ جو لوگ پرہیز گار ہیں قیامت کے دن ان پر بالا ہوں گے۔

ایک دوسرے مقام پر ہے۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ط وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ۝

(آلِ عمران :۱۹۸)

لیکن جو لوگ خدا سے ڈرتے رہے ان کے لیے ایسے باغات ہوں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ خدا کی طرف سے اول تحفہ ہے اور جو خدا کے یہاں ہے نیکو کاروں کے لیے اس سے کہیں بہتر ہے۔

سورۂ آلِ عمران میں ہے۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

کہو کیا میں تم کو ان سے بہترین چیز بتاؤں؟ جن لوگوں نے تقویٰ اختیار کیا ان کے لیے ان کے رب کے یہاں ایسے باغ ہوں گے

فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌ بِالْعِبَادِ ۝ (آلِ عمران : ۱۴)

جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ رہیں گے اوران کے لیے پاک بیویاں ہوں گی اور خدا کی خوشنودی، اور خدا بندوں کے احوال سے خوب واقف ہے۔

اہلِ تقویٰ کے رتبہ کی بابت جو آیات اوپر ہم نے نقل کی ہیں ان سے ظاہر ہے کہ بارگاہِ الٰہی میں اصلی عزت و سرخروئی انہی لوگوں کو ملے گی جنھوں نے دنیا میں بے لگام ہو کر زندگی نہیں بسر کی ہے بلکہ اپنی زندگی حدودِ تقویٰ کے اندر گذاری ہے، کبھی بھی حرمِ تقویٰ سے قدم باہر نہیں نکالا ہے۔

## متقیوں کی تائید دنیا میں

اہلِ تقویٰ کی اصلی کامیابی کا ظہور تو قیامت میں ہوگا جس دن ان کی کامیابی میں کوئی دوسرا شریک نہ ہوگا، لیکن اس دنیا میں بھی وہ زندگی کی منازل میں خدا کی تائید سے محروم نہیں ہوتے۔

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ (حٰم سجدہ : ۱۷)

اور رہے ثمود تو ہم نے ان کو رستہ دکھلایا تھا مگر انھوں نے سیدھا رستہ چھوڑ کر گمراہی ... اختیار کی آخر کار ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کو ذلت کے عذاب کی کڑک نے پکڑ لیا اور جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے تھے ان کو ہم نے نجات دی۔

یعنی صلحاءِ ثمود تو عذابِ الٰہی سے نجات پاتے ہیں، لیکن باغیانِ ثمود تباہ کر دیے جاتے ہیں، کیونکہ خدا کے قانون میں ان لوگوں کے لیے زندگی نہیں ہے جو اس کی زمین میں فساد پھیلاتے ہیں۔ وہ صرف ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کے قائم کیے ہوئے حدود اور کھینچے ہوئے خطوط سے باہر نکل جانے کے لیے سرکشی نہیں کرتے۔ سورۂ نحل میں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ (نحل : ۱۲۸)

ضرور خدا اہلِ تقویٰ اور بہترین اعمال والوں کے ساتھ ہے۔

سورۂ اعراف میں ہے۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰىٓ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا الآیہ (اعراف: ۹۶)

اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم آسمان و زمین کی برکتوں کے دروازے ان پر کھول دیتے مگر انھوں نے تکذیب کی۔

آیت ذیل اس باب میں بالکل فیصلہ کُن ہے۔

قَالَ مُوْسٰى اِسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔ (اعراف: ۱۲۸)

موسیٰ نے کہا خدا سے نصرت کے طالب ہو اور ثابت قدم رہو اس لیے کہ زمین خدا کی ہے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور انجام کار اہلِ تقویٰ کے لیے ہے۔

(الاصلاح، فروری، مارچ ۱۹۳۷ء)

# ضروری اپیل

ادارہ علوم القرآن کے پیش نظر جو منصوبے ہیں ان میں قرآنی علوم پر ایک اچھی لائبریری کا قیام بھی شامل ہے۔ وسائل کی کمی کے باوجود بحمد اللہ بنیادی کتابوں کی فراہمی کا کام شروع کیا جا چکا ہے۔ قرآنی علوم کی کتابوں کے علاوہ علمی رسائل خصوصاً ماہنامہ "الاصلاح" کی فائلوں کی فراہمی لائبریری کی ایک بڑی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں اہلِ علم اور اصحابِ خیر حضرات سے خصوصی طور پر تعاون کی درخواست ہے۔